The Journal of Arts, Sociology and Humanities
Volume 3, Number 1, May 2025, www.thejash.org.pk, editor@thejask.org.pk

اردو زبان میں چند اہم ناموربندوشعراؑ کا نعتیہ کلام

پروفیسر (ر) ڈاکٹر جہاں آراؑ لطفی *

Abstract

This paper presents a focused study on a select group of prominent and eloquent non-Muslim poets who have contributed to the tradition of Naat poetry. Given the vast number of such contributors, the selection process was both demanding and discerning. Nonetheless, this work represents a step towards recognizing and appreciating this overlooked literary phenomenon. In the context of the Indian subcontinent, not only Hindus but adherents of various other faiths have enriched Urdu literature with a significant corpus of Naat poetry. There remains a strong need to explore, document, and promote this literary heritage to encourage interfaith harmony, mutual tolerance, patience, and peace. As the Prophet Muhammad (peace be upon him) was sent as a messenger of peace and compassion, reviving and reflecting upon his teachings necessitates creating inclusive intellectual and cultural pathways. In this regard, non-Muslim Naat poetry offers a unique and accessible medium for engaging broader audiences and conveying Islamic values to non-Muslim communities.

Keywords: Urdu Naat Poetry, Interfaith Literature, Non-Muslim Contribution, Indo-Islamic Culture, Religious Harmony, Cultural Inclusivity

خلاصہ

نعت گو غیر مسلم شعراؑ کی ایک بہت بڑی برادری سے چند ممتاز اور ذود گو شاعر وں کا انتخاب کں نے کے بعد میں نے یہ مقالہ تحریر کیا ہے ۔ یہ برادری اتنی بڑی ہے کہ انتخاب کا مرحلہ بہت مشکل تھا تاہم یہ ایک کوشش ہے۔اس میدان میں کام کرنے کے بہت میادین اوں موضوعات ہیں جن پر کام کیا جانا چاہئے ۔بر صغیر پاک و ہند میں صرف ہندو ہی نہیں بلکہ بہت سے دیگر مذاہب کے ماننے والوں کی نعتیہ شاعری کا بہت بڑا ذخیرہ اردو ادب میں موجود ہے ۔جس کے مطالعے اور فروغ کی سخت ضرورت ہے تاکہ باہمی رواداری ، صبر و تحمل برداشت اور امن کو قأم کرنے میں مدد مل سکےہمارے نبی امن و آشتی کے پیغامبر بنا کں بھیجے گیے تھے اور آپ ﷺ

*اسٹنٹ پروفیسر (ر) عربی و علوم اسلامیہ ،شیخ زاید اسلامک سینٹر، جامعہ کراچی.
ای میل: jahanaralutfi@uok.edu.pk

کی تعلیمات کا احیأاسی صورت میں ممکن ہوسکتا ہے کہ ہم راستے بنأیں ۔ اس کے علاوہ اسلامی تعلیمات کو غیر مسلموں تک پہنچانے کا یہ بہت موثر و آسان طریقہ بن سکتا ہے۔

برصغیرپاک و ہند میں نعتیہ شاعری کے افق پر مسلم شعراء کے ساتھ ساتھ ہندو شعراء بھی بڑی آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہیں۔ان کی نعت گوئی محض تقلید اور روایت کی بنیاد پر نہیں بلکہ محبت اورعشق کے جذبات اور ا حساسات کی اساس پر قائم نظر آتی ہے۔ غیر مسلم شعراء کی نعت گوئی میں محض الفاظ کا جادو نہیں بلکہ رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم سے عقیدت اور والہانہ کا اظہار واضح طورپر محسوس کیا جاسکتا ہے کہ پڑھنے والا یا سننے والایہ کہے بنا نہیں رہ سکتا کہ

سچ فرمایا رب العالمین نے کہ ،

وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

برصغیر میں غیر مسلموں کی نعتیہ شاعری پر مشتمل مجموعے تو درجنوں ہیں لیکن نور احمد میرٹھی نے بہر زمان بہر زبان کے زیر عنوان جو مجموعہ تشکیل دیا ہے وہ بے حد معلوماتی اور جامع ذخیرہ ہے ۔اس کا ابتدائیہ : پروفیسر جگن ناتھ آزاد نے لکھاہے جس میں حیرت انگیز انکشافات پائے جاتے ہیں ۔مثلاً ایک جگہ لکھتے ہیں

ایک زمانے میں درگا سہائے سرور کی ایک نعت مدتوں مولود شریف کے جلسوں میں پڑھی جاتی رہی ‘‘

مجھے وہ زمانہ آج بھی یاد ہے جب لاہور میں دو نعتیں بچے بچے کی زبان پر تھیں ایک پنڈت ہری چند اختر کی :نعت

اک عرب نے آدمی کابول بالا کردیا

: اور دوسری مولانا ظفر علی خان کی

وہ شمع اجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں

منشی روپ چند اردو کے ایک بہت اچھے شاعر تھے ۔عشرت لکھنوی نے ان کا ذکر اپنے تذکرے ‘‘ہند و شعراء ’’میں کیا ہے ۔عشرت لکھنوی کہتے ہیں کہ ان کی ہر غزل میں ایک نعتیہ شعر ضرورہوتاتھا۔ایک شعر انہوں نے درج کیاہے ۔

آیا جو نام پاک محمدؐ زبان پر

صل علیٰ کا شور اٹھا آسمان پر

ان کے علاوہ مشہور و معروف شعراء میں ہر گوپال تفتہ ،مہاراجہ کشن پرشاد ،تلوک چند محروم ،پیارے لال رونق ،چندی پرشاد شیدا،دوار کا پرشاد افق اورمہاراج بہادر برق دہلوی ایسے نام ہیں جن کے کہے ہوئے سلام اور مرثیے آج بھی اردو ادب کی زینت ہیں

ہندو شاعر کی پہلی نعت ۔

ہندو شعرا کی نعتیہ شاعری کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ سوال ہمیشہ دماغ میں پیدا ہوا کہ کون سا پہلا شاعر تھا جس نے نعتیہ شاعری کی ابتدا کی ،اس سوال سے اوربھی لوگوں کو سابقہ رہا ہو گا ،ایسی ہی کیفیت میں میرے سامنے ڈاکٹر یحییٰ نشیط کا مضمون آ گیا ‘سریش بھٹ کی ایک مراٹھی نعت کا ترجمہ’ میرا موضوع چونکہ ‘‘اردو نعتیہ شاعری ’’ کے حوالے سے ہے اس لیے مراٹھی نعتوں پر خاطر خواہ توجہ دی ہی نہیں مگر اس مضمون

کو پڑھنے کی طرف د ل خود بخود مائل ہو گیا ۔اس میں ڈاکٹر یحییٰ نشیط نے مراٹھی ادب کے نعتیہ سرمائے کا جائزہ لیتے ہوئے یہ بات کہی کہ ایکناتھ مہاراج (۱۵۳۳ء) نے نعت رسول لکھنے کی ابتدا کی یعنی یہ کسی ہندو شاعر کی پہلی نعت ہے ۔ بہرزماں بہر زباں میں ایکناتھ مہاراج کی نعت نور احمد میرٹھی نے شامل کی ہے ۔

خیال کیا مچھلی والے ولیکن

صدریا و ڈھونڈے گووند محمد

کھیل کھلانے آیا محمد

وشرھ،رام رانا ولیکن

راجیہ دیااگر سین محمد

کھیل کھلانے آیا محمد

نور احمد میرٹھی اس نعت کی نشاندہی کو ڈاکٹر یحییٰ نشیط کی تلاش بتاتے ہیں جو یقینا قابل ذکر کا م ہے ۔

کبیر داس بنارسی ۹۲۴ھ/۱۵۱۸ء

کبیر داس نے ایک عجیب و غریب قطعہ کہاتھاجس میں ایک ایساقاعدہ بیان کیاہے جس کی رو سے دنیا کے تمام الفاظ اور جملوں سے محمدؐ کاعدد(۹۲)برآمد ہوگا یہ قطعہ اس تاثر کاغماز ہے کہ دنیا جہان کی کوئی چیز نام محمدؐ سے خالی نہیں ،قطعہ یہ ہے ۔

عدد نکالو ہرچیز سے چوگن کر لو دائے

دو ملا کے پچگن کر لو بیس کابھاگ لگائے

باقی بچے کے نوگن کر لو دو اس میں دو اورملائے

کہت کبیر سنو بھئی سادھو نام محمد ؐ آئے

تشریح:جو لفظ بھی آپ فرض کریں اس کے عدد بحساب ابجد نکال لیجئے ۔پھر اس عدد کو چار سے ضرب دیجئے حاصل ضرب میں ۲ عدد ملادیجئے ۔پھر اس حاصل جمع کو پانچ سے ضرب دیجئے اور پھر اس حاصل ضرب

کو بیس سے تقسیم کردیجئے تقسیم کے بعد جو عدد باقی بچے اس کو ۹ سے ضرب دیجئے اورپھر اس حاصل ضرب میں دوعدد ملادیجئے ۔بس اس وقت جوعدد حاصل ہوگا وہ ۹۲ کاعدد ہوگا جو کہ محمدؐ کاعدد ہے ۔اس طرح کم سے کم اورزیادہ سے زیادہ عدد والے جس حرف و لفظ سے بھی آپ تجربہ کریں بالکل صحیح پائیں گے

مہاراجہ چند ولعل بہادر شاداںؔ

کچھ ہندو شعرا ایسے بھی گزرے ہیں کہ جن کا کچھ پتہ نہیں چلتا آیا ہندو تھے یا مسلمان گو کہ باقاعدہ کلمہ نہ پڑھاکہ اس کا کوئی ثبوت نہیں مگر بظاہر ہندو ہونے کے باوجود ان کی زندگی حیرت انگیز واقعات کا مجموعہ ہے ۔ یہاں موقع نہیں ہے کہ اس پر زیادہ تفصیلی بات ہو لیکن ان کی نعتیہ شاعری ان کے دل کا بھید ضرور کھولتی ہے ۔

انہی میں سے ایک راجہ راجایان مہاراجہ چند و لعل بہادرشاداںؔ ہیں۔ ۱۱۷۵ھ میں پیدا ہوئے ۔ انھوں نے اپنے خیالات کو بہت سادے انداز میں شاعری کی شکل میں ڈھالا ۔ بقول مہاراجہ سر کشن پرشاد شادؔ آپ کا مذہب تصوف تھا لیکن آپ کے کلام پر نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ہندووں کے تصوف ہمہ اوست کے قائل نہ تھے بلکہ اسلامی تصوف ہمہ از اوست پر آپ کا عقیدہ تھا ۔اسی وجہ سے جابجا شاداں صاحب کے اپنے کلام میں اس خیال کا اظہار بھی کیا ہے ۔ چنانچہ فرماتے ہیں :

تو بت کو پوجتا ہے پوجنا تجھ کو مبار ک ہو
صنم کو رکھتے ہیں سینہ کے اندر اے برہمن ہم

ایک اور شعر دیکھتے ہیں:

نص قرآن پر عمل کیجیے
یار جو کہہ گیا سو سچی ہے

اسی عقیدت نے شاداں کو شارح اسلام (محمد رسول ﷲ صلی اللہ علیہ وسلم) کا شیدائی بنا دیا تھا۔ اس وجہ سے وہ اکثر صنعت تلمیح میں آں حضرت کی نعت فرمایا کرتے تھے اور کبھی کبھی فرط عقیدت میں صاف صاف فرماتے تھے ۔چنانچہ کہتے ہیں:

تو صاحب معراج ہے تو صاحب لو لاک ہے
رتبہ تیرے قدموں سے ملا عرش بریں کو

سرور جہاں آبادی ،منشی درگا سہائے (متوفی۱۹۱۰ء)

منشی درگا سہائے سرور جہاں ۱۸۷۳ء میں پیدا ہوئے ۔والد کا نام حکیم پیارے لال سکسینہ تھا ،وہ کائستھ تھے اور انتہائی باوضع اور علم دوست شخصیت تھے ۔ دلی سے جہاں آباد میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ابتدا میں جناب کرامت حسین بہار بریلوی سے مشورۂ سخن کیا ۔ حضرت بہار بریلوی نے ۱۸۹۲ء میں انتقال کیا تو آپ نے حضرت بیاں و یزدانی میرٹھی کی شاگردی (۱۹۰۰ء) میں اختیار کر لی ۔جناب سرور کو فن پر مکمل دسترس حاصل تھی۔ وہ ایک قادر الکلام نظم گو کی حیثیت سے منفرد نظر آتے ۔سرور جہاں کے بارے میں حسرت موہانی فرماتے ہیں کہ وہ قلیل مدت عمر میں جو کچھ لکھ گئے ہیں بقائے دوام کی سند حاصل کرنے کے لیے کافی ہے ۔ جناب سرور نے ۲۰ستمبر ۱۹۱۰ء کو جہان فانی سے کوچ کیا

نہیں خورشید کو ملتاترے سائے کا پتہ
کہ بنا نور ازل سے سراپاترا
اللہ اللہ ترے چاند سے مکھڑے کی ضیا
کون ہے ماہِ عرب کون ہے محبوب خدا
اے دو عالم کے حسینوں سے نرالے آ جا
دل ہی دل میں مرے ارمان کھلے جاتے ہیں
خاک پر گر کے درِ اشک رُلے جاتے ہیں

پنڈت برجموہن دتاتریہ، کیفی دہلوی ۱۸۸۶ء/۱۹۵۵ء

پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی دہلوی کشمیری پنڈتوں کے ایک معزز گھرانے سے تعلق رکھتے تھے ۔ دہلی میں ۱۲،دسمبر ۱۸۶۶ء کو پیدا ہوئے ۔ ۱۸۸۰ء میں سینٹ اسٹیفن کالج دہلی سے بی ۔اے کی ڈگری لی ۔اردو ،فارسی اور انگریزی زبانوں پر مکمل عبور رکھتے تھے ۔ جناب کیفی کی ادبی زندگی کا آغاز شعر گوئی سے ہوا ۔ آپ
نے خواجہ الطاف حسین حالی سے اپنی غزلوں کی اصلاح لی ۔ ۱۸۸۴ء تک روایتی شاعری کرنے کے بعد آزاد و حالی کی تحریک کے زیر اثر جدید شاعری کی طرف مائل
ہوئے اور نظم نگاری کو ترجیح دیتے ہوئے تمام اصنا ف شاعری میں طبع آزمائی کی ۔ ساتھ ساتھ صحافت میں بھی خدمات انجام دیں۔ آپ نے لالہ سری رام کے مشہور تذکرے ‘خم خانہ جاوید’ کی چاروں جلدوں کی ترتیب و تدوین میں بہترین تعاون کیا ۔ وہ لسانی محقق اور ماہر السنہ کی حیثیت سے بھی مشہور ہوئے ۔

میں نے کیفی صاحب کی کتاب کیفیہ سے بہت استفادہ کیا ہے اور مجھے ان کے خیالات جان کر بے حد خوشی ہوئی کہ وہ ایک شریف ،مہذب اور باوقار انداز میں لکھنے والے لکھاری تھے۔ وہ ہندوستان کے معاشرے کی اصلاح کرنا چاہتے تھے اس کے لیے انھوں نے جو خدمات انجام دیں وہ قابل قدر ہیں لیکن میں سمجھتی ہوں کہ اردو زبان کی اصلاح و ترویج و اشاعت اور فروغ میں جو کردار ان کا سامنے آیا ہے وہ ناقابل فراموش ہے
۔جناب کیفی کی ۱۹۴۵ء کو دل کا دورہ پڑنے سے علیل ہوئے اور ۱۹۵۵ء میں انتقال کیا ۔ جناب کیفی کی نعت کا انتخاب یہاں دیا جاتا ہے ،ملاحظہ فرمائیے :

ہو شوق نہ کیوں نعت رسولؐ دوسراکا
مضمون ہوعیاں دل میں جو لولاک لماکا
تھی بعثت محمود خداوند کو منظور
تھاپھل وہ بشارت کانتیجہ نہ دعاکا
پہنچایا ہے کس اوج سعادت پہ جہاں کو
پھررتبہ ہوکم عرش سے کیوں غار حراکا
معراج ہو مومن کو نہ کیوں اس کی زیارت
ہے خلد بریں روضہ پرنور کا خاکا
دے علم و یقیں کومرے رفعت شہ عالم
نام اونچا ہے جس طرح مروہ اور صفاؔ کا
یوں روشنی ایمان کے دے دل میں کہ جس سے
بطحا سے ہوا جلوہ فگن نور خدا کا

اخترؔ ،ہری چند ۱۹۱۱ء/۱۹۵۸ء

پنڈت ہری چند اخترؔ کا شمار اردو کے ممتاز شاعروں میں ہوتا ہے ۔ مالک رام اور جوہر دیو بندی نے اپنے تذکروں میں ان کی تاریخ پیدائش بالترتیب ۱۵،اپریل ۱۹۰۰ء اور ۱۹۱۱ء لکھی ہے ۔ ہوشیار پوری میں پیدا ہوئے ۔ فارسی میں منشی فاضل اور انگریزی میں ایم ۔اے تھے ۔شروع سے ہی ادب سے گہرا لگاؤ رکھتے تھے ۔آپ کا نعتیہ کلام بہت پسند کیا جاتا ہے ۔ یکم جنوری ۱۹۵۸ء کو دہلی میں وفات پائی ۔

کسی نے ذروں کو اٹھایا اور صحراکردیا
کسی نے قطروں کو ملایا اور دریاکردیا
زندہ ہوجاتے ہیں جو مرتے ہیں اس کے نام پر

اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کردیا
کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا در یتیم
کہہ دیا لاتقنطوا اخترؔ کسی نے کان میں
اور دل کو سربسر محو تمنا کر دیا
آدمیت کاغرض ساماں مہیا کردیا
اک عرب نے آدمی کابول بالا کردیا

ؔ ہبو دیال دانش

ایک اور بڑے زبردست ہندو شاعر مجھے اس تذکرے میں دکھائی دیے ہیں جو محمد محفوظ الرحمن کی تالیف ہے۔ نام شنھبو دیال اور تخلص دانش ؔہے ۔ ان کے
بارے میں بتایا گیا ہے کہ آپ ریاست جھالہ اپاٹن میں جج کے عہد ہ جلیلہ پر مامور تھے آپ کا دل رسول خدا حضرت محمد مصطفی کی محبت سے لبریز تھا اور اکثر اس فرط الفت میں نظم فرمایا کرتے تھے جس سے آپ کے حسن عقیدت کا پتہ چلتا ہے ۔

دانش کی جو نظم یہاں درج ہے اور بتایا گیا ہے کہ یہ نظم مولوی محمد علی صاحب نے اپنے اخبار ہمدرد میں مورخہ ۱۶،رمضان المبارک کو ۱۳۴۳ء میں شائع کی تھی، ایک مشہور واقعہ کے پس منظر میں لکھی گئی ہے جس میں حضور پر ایک دشمن نے تلوار کھینچ لی تھی اور کہا تھا کہ اے محمد تمہیں اب مجھ سے بچانے والا کون ہے ،تو آپ نے اطمینان سے جواب دیا میرا رب ۔دانش اس واقعے کو چھوٹی بحر کی اس نظم میں بے حد مہارت اور چابکدستی سے لے کر چلتے ہیں ۔ سلاست اور روانی کے ساتھ لکھی گئی ایک ہندو شاعر کی اس نظم کے اثرات دل کی گہرائیوں سے محسوس ہوتے ہیں ، چند اشعار ہی پر اکتفا کرنا ہماری مجبوری ہے ۔

تلوار سونت کروہ دشمن کہتا ہے
لے بتا اب کون حامی ہے تیرا
کون سا آتا ہے بن کر جاں نثار
اک کیے دیتا ہوں تیرا خاتما
کانپ اٹھے غصے میں مثل شیر نر
میرا حامی ہے وہ رب العالمین
یہ بیاباں یہ زمین یہ آسمان
چاند سورج حکم سے جس کے بنے

ذرہ ذرہ میں نہاں حسن کمال

تیری یہ تلوار اور میرا گلا

تیری کیا بنیاد اور کیا ہستی تیری

مجھ کو اے نا فہم تو سمجھا ہے کیا

وار کر رکھتا ہے کچھ ہمت اگر

جب یہ دیکھا استقلال آپ کا

چھا گیا اس پر وہ رعب احمد

ہاتھ سے تلوار فوراً گر پڑی

جگن ناتھ آزاد

جناب جگن ناتھ آزاد۵دسمبر ۱۹۱۸ء کو عیسیٰ خیل ضلع میانوالی (پاکستان) میں پیدا ہوئے۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے فارسی میں ایم۔ اے کی ااور اپنے وقت کے محتاز صاحبان علم مولانا تاجور نجیب آبادی ،ڈاکٹر شیخ محمد اقبال ،ڈاکٹر سید عبداللہ پروفیسر علیم الدین سالک ،صوفی غلام مصطفی تبسم اور سید عابد علی سے اکتساب فیض کیا تقسیم کے بعد دہلی میں رہائش اختیار کی اور یہاں کے سرکاری عہدوں پر مامور رہے اور۱۹۷۷میں رہٹائر ڈ ہونے کے بعد جموں یونیورسٹی میں پروفیسر اور صدر شعبہ اردو کی پیشکش قبول کی اور سات برس بعد سبکدوش ہوئے۔ جناب جگن ناتھ آزاد کو کۓ ممالک کی طرف سے اور علمی و ادبی اداروں کی طرف سے اعزازات بھی دیئے گئے جن میں قابل ذکر صدر پاکستان میڈل پنجاب یونیورسٹی لاہور اقبال میڈل ،شرونی ساہتہ کار ایوارڈ ، پنجاب سرکار ایوارڈ، اقبال اکیڈمی حیدرآباد اقبا ل ایوارد غالب انسٹیٹوٹ نئی دہلی غالب ایوارڈ اور جموں یونیورسٹی ایوارڈ شامل ہیں ۔آزاد کے فن اور شخصیت پر تین کتابیں اور ایک مطالعہ شائع ہوچکاہے ۔ان پر کئی تحقیقی مقالہ جات لکھے جاچکے ہیں اور پی ایچ ڈی کی تین ڈگریاں تفویض کی جاچکی ہیں جگن ناتھ آزاجموں یونیورسٹی کے لئے اقبال کی مبسوط سوانح حیات لکھ رہے تھے جن کی تین جلدیں مکمل ہوچکی ہیں۔

اب تک جتنے غیر مسلم شاعر ادیب و دانشور ہمارے سامنے آئے جگن ناتھ آزاد ان میں ایک نمایاں مقام کے حامل ہیں ،چنانچہ اس میں کوئی شک نہیں ۔غیر مسلم نعت گوشعراء میں ایک بڑا نمایاں نام جناب جگن ناتھ آزا دکاہے یہ بیسویں صدی کے عظیم

مفکر بھی ہیں اور شاعر بھی ۔جگن ناتھ آزاد کی نظم یانثر دونوں ہی سے ان کے غیر متعصبانہ ،مہذبانہ ،شریفانہ اورعالمانہ خیالات جھلکتے ہیں ۔نور احمد میرٹھی کے بہرزماں اور بہر زباں ‘‘ کے ابتدائیہ مضامین میں جگن ناتھ

آزاد کامضمون پڑھا تو ان کے خوبصورت خیالات سے آگاہی ہوئی نام توسنتے ہی چلے آرہے ہیں ۔ان کامجموعہ کلام ''نسیم حجاز''کے عنوان سے میرے سامنے ہے ۔ یہ مجموعہ مجھے معروف شاعر ''معراج جامی '' کے ذاتی کتب خانے سے ملا ، اس کے سب سے پہلے سادے صفحے پر انہوں نے معراج جامی صاحب کے لیے ایک طویل تحریر بقلم خود لکھی ہے جس سے ان کی محبت و خلوص عیاں ہے ۔صفحہ نمبر ۱۱سے جناب ضیاء الدین اصلاحی ''مدیر ماہنامہ معارف''اعظم گڑھ (یوپی)کامضمون ہے بعنوان جگن ناتھ آزاد کارن حرم اس میں اصلاحی صاحب نے جگن ناتھ آزاد کی شخصیت کے کئی پہلوؤں پر گفتگو کی ہے ۔لکھتے ہیں ۔

آزاد صاحب نے بے مقصد شاعری سے اپنے دامن کو بچاکررکھاہے اور وہ اس میدان میں اس لئے وارد ہوئے ہیں کہ دیر میں رنگ حرم نمایاں کریں اورعظمت وبلندی ،نیکی وشرافت ،وسیع المشربی اورانسان دوستی کے جن مومنانہ اوصاف سے وہ متصف ہیں ان کی تبلیغ و اشاعت کریں۔

جگن ناتھ آزاد ماہر اقبالیات ہیں ۔اقبال سے انہیں ایساہی لگاؤ ہے جیسااقبال کو مولانا جلال الدین رومی سے ۔وہ علامہ اقبال کے خیالات کو بڑی عقیدت اور جراتمندی کے ساتھ بیان کرتے ہیں ۔ان کے اس مجموعے سے چند اشعار بطور نمونہ یہاں نقل کرنا چاہتی ہوں ۔جوخصوصاً اس تناظر میں بھی انتخاب ہے کہ مسلم شعراء کے ساتھ ساتھ ہندو شعر ا ٔ نے بھی عربی زبان کے الفاظ کو بلاجھجک و بلا تکلف استعمال ہے۔ ملاحظہ ہو شعری مجموعے آچکے ہیں ۔ان کانمونہ کلام یہ ہے۔

ہے عرش بریں تیرے لئے صاحب لولاک
قرآن تیری عظمت ہی کااظہار کرے ہے
ہے غار حرا نور عبادت سے منور
بیتاب علی پوری ،راما نند فاراں کی سحر نور کا اقرا کرے ہے

جناب بیتاب علی پوری۱۷مارچ ۱۹۳۲ء کو ڈاکٹر آسانند کے گھر علی پور ضلع مظفر گڑھ پاکستان میں پیداہوئے ۔تقسیم کے بعد پانی پت منتقل ہوئے پھر سونی پت مستقل رہائش اختیار کر لی ۔بی اے ادیب فاضل کی ڈگری لے چکے ہیں ۔ہومیوپیتھک ڈاکٹر ہیں ۔حضرت جوش ملیسانی اورشہید علی پوری سے اصلاح سخن حاصل یہی پیغام دیتی ہیں ہوائیں کی ۔غنچہ و گل۔بیتابیاں اور سوغات آپ کے مجموعہ غزلیات ہیں نمونہ کلام یہ ہے ۔

مہک اٹھیں نبی سے سب فضائیں
نبی سے حق کی ہر تحریر واضح
نبی سے قوم کی تقدیر واضح
کالیدادس گپتا رضاؔ

محترم کالیداس گپتا کاتعلق مکنہ پور ضلع جالندھر کے اگروال خاندان سے ہے ،آپ کی تاریخ ولادت 25اگست 1925ء ہے ۔آ پ نے اردو اورفارسی میں پنجاب یونیورسٹی سے ادیب فاضل اور منشی فاضل کیا ۔انگریزی کیمرج یونیورسٹی کے سنیئر سرٹیفکیٹ تک پڑھی

جناب کا لیداس گپتا نے جوش میلسانی سے شاعری کی اصلاح لی اپنے استاد نعتیہ شاعرکی توصیف بیان کرتے ہوئے ایک نعتیہ نظم کہی ہے ۔لکھتے

کرتے ہوئے ایک نعتیہ نظم کہی ہے ۔لکھتے ہیں ۔

میرے استاد کہ پنڈت تھے

سخن ور تھے بہ شاگردی داغ

نام جوش ان کا

ستائش میں جمال بطحاؐ کی

یہ کہتے ہیں یہ تضمین کلام قدسی

کیسے حسن رخ و رخسار کروں زیب رقم

من بے دل بہ جمال تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بو العجمی

مرحبا سید مکی مدنی العربی

کالی داس گپتا کانعتیہ مجموعہ ‘‘اجالے کے عنوان سے شائع ہواہے انہوں نے بہت سی نعتیں اپنے قیام افریقہ کے دور ان کہیں لیکن وہ نعتیں گم ہوگئیں یاضائع ہوگیئں بہرحال کالی داس گپتا ایک نمایاں مقام رکھنے والے ہردلعزیز شاعر ہندوستانی ہیں ان کی نعتوں کا نمونہ یہاں دیا جاتا ہے۔

کوئی مسلک ہی نہیں سیرت حضرت کے سوا

نیک مقبول، خوش اسلوب، انوکھی اچھی

نعت کے بدلے رضا آج سنائی جو غزل

واقعی یہ تمہیں میلاد میں سوجھی اچھی

عرش سے لائے پیمبر وہ پیام زندگی

بڑھ گیا جس سے وقارواحترام زندگی

قلب انسان سے نکالا موت کا خوف آپؐ نے

زندگی کو آپ نے بخشا مقام زندگی

رضانے رباعیات کہی ہیں انکی نعتیہ رباعی کا ایک نمونہ یہ ہے

افکار و خیالات کی کثرت دینا
بے لاگ کہوں بات وہ طاقت دینا
اک غیر کے تفویض ہے نعت احمدؐ
یارب اسے توفیق و فضلیت دینا

قابل لاہوری ،مصرادام داس

قابل لاہوری لاہور ہی کے رہنے والے اور قابل تخلص کے مالک تھے۔ انہوں نے ۱۵۲، اشعار کی ایک لطیف و دل کش نعت فارسی میں کہی ہے ۔اس نعت کے۱۷،اشعار نور احمد میر ٹھی نے اپنی تائیف میں شامل کیے ہیں۔ اک نعتیہ قصیدہ جو کہ فارسی میں کہا ہے لیکن کیونکہ اس میں قرآن و حدیث کی تلمیحات موجود ہیں اس لیے اس مقالے میں اس کے چند اشعار شامل کیے جارہے ہیں۔

ہمچو خورشید آشکارا برفلک شق القمر
چند گویم معجزہ آتش چوں شمار اختری
رفعت شانش عیاں است ازشب معراج او
گربہ سحان الذی اسریٰ بعبدہ بنگری
لن ترانی یرسد ازطور موسیٰ راجواب
من نہ گوئم رب ارنی خود تورحمت مظہری

ہندونعت گوشعراء کا عام شعراء کے مقابلے میں چونکہ علماء ائمہ اور صوفیا کرام کے ساتھ ان مجلسوں میں اٹھنا بیٹھنا رہتا تھا۔ سو قرآن کے مطالعے اور آیات سے کچھ نہ کچھ واقفیت ہونا فطری امر تھا پھر کچھ ہندو شعراء ایسے بھی ہیں جن کی رغبت قرآن کریم کی تفاسیر نیز سیرت کی کتب سی بھی اسقدر تھی کہ وہ سارے واقعات جو ان کتب میں تھے انہیں ا زبرہوچکے تھے اور جب وہ نعت کہتے تو یہ واقعات اشعار کی شکل میں ان کے کلام میں آجایا کرتے، خواہ کچھ بھی ہویہ ہے حیرت و استعماب کی بات ہی ہے۔ بے شک اللہ تعالی جس سے جو کام لینا چاہے لیتا ہے۔

شادؔ سرکشن پرشاد ۱۸۶۴ء/۱۹۴۰ء

مہاراجا سرکشن پرشاد ۱۸۶۴ء میں پیدا ہوئے ۔آپ کے والد کا نام راجا ہری کشن پرشاد تھا ۔آپ کے نانا مہاراجا نرندر پرشاد اولاد نرینہ سے محروم تھے اس لیے پرشاد صاحب کی تعلیم و تربیت انھوں نے فرزند سمجھ کر کی۔ چنانچہ انگریزی ، اردو، عربی ،فارسی ،تلنگی اور مرہٹی میں اچھی خاصی استعداد حاصل کر لی ۔ آپ نے مدرسہ عالیہ حیدرآباد میں تعلیم پائی

:مہاراجہ سرکشن پرشاد سے متعلق محفوظ الرحمن لکھتے ہیں

آپ کے خاندان والاکی شان کا جود و سخا علم وفضل تدبر و فکر شہرہ آفاق ہے ،انہی اوصاف کی وجہ سے یہ عہدہ جلیلہ آپ کے ہاں نسلاً بعد نسلاً چلا آتا ہے اور آپ کا دامن ملی تعصب کے ناگوار دھبوں سے بالکل پاک ہے اور اب بھی ہندو مسلم اتفاق یک رنگی کا لطف و مزہ (جو
اب نصف صدی پہلے ہندوستان میں ہر جگہ بکثرت ملتا تھا
آپ کے دربار میں نمایاں ہے آپ بھی نسباً کائستھ ہیں ۔ اور نبی عربی سے قلبی لگاؤ رکھتے ہیں اور گاہ گاہ نعت بھی کہتے ہیں ۔ آپ کی نعت کا نمونہ یہ ہے ۔ ملاحظہ ہو

تیراچرچا گھر گھر ہے ،جلوہ دل کے اندر ہے
ذکر ہے تیرا لب پر جاری دلدار بنادلداروں کا
روپ ہے تیرا رتی رتی نور ہے تیرا پتی پتی
مہرومہ کو تجھ سے رونق نور بناسیاروں کا
بوبکرؓ و عمر عثمانؓ و علیؓ تھے چار عناصر ملت کے
کثرت وحدت میں جیسے حال وہ تھا ان چاروں کا
کسب تجلی کرتے تھے چاروں مہر نبوت سے
بخت رسا تھا برج شرف میں تیرے چار یاروں کا
بادۂ عرفاں ملتاہے ساقی کے میخانہ سے
شادؔ مقدر فضل خدا سے جاگا اب میخواروں کا

, ڈاکٹر شمیم گوہر نے ان کے کلام کے حوالے سے بہت مختصر مگر جامع رائے کا اظہار کیا ہے

شاد کی نعتیہ شاعری جذبہ عقیدت اور حسن لطافت سے وابستہ ہے ۔ زبان و بیان معیاری اور باوزن ہے جس میں نزاکت اور سادگی و روانی ہے ۔ تصورات میں سنجیدگی اور ٹھہراؤ ہے اور عقیدت و محبت میں رکھ رکھاؤ ۔ہندو شعرا میں ان کا مقام بہت بلند ہے ۔

:نور احمد میرٹھی ‘بوستان عقیدت’ کے دیباچے میں لکھتے ہیں

مہاراجہ کشن پرشاد موحد تھے ۔انھوں نے اپنے بیٹے راجا راجن کمارتھا ۔ ان کے وصیت نامے میں وہ اپنا مسلک
:بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

اپنی وصیت کو خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جو ایک ہے اور ایک ہی ہے ۔ جس کا کوئی شریک نہیں۔ میرا اعتقاد ہے کہ کوئی خدا سوائے ایک خدا کے سزاوار حمد نہیں ہے۔

کان عرب سے لعل نکل کر تاج بنا سرداروں کا

نام محمد اپنا رکھا سلطان بنا سرکاروں کا
باندھ کے سر پہ سبز عمامہ کاندھے رکھ کر کملی کالی
ساری خدائی اپنی کرلی مختار بنا مختاروں کا
اُمی گو سب کہتے تھے علم لدنی کا تھا عالم

ڈاکٹر رام بابوسکسینہ نے شاد صاحب کے مزاج و سخن کی راز بھرا تھا سینہ میں قرآن کے تیسوں پاروں کا خصوصیات کو بیان کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ ‘‘موصوف ایک اچھے خاصے صوفی تھے۔ ان کے دیوان اردو اور فارسی میں شائع ہو چکے ہیں۔ایک دیوان معروف بہ ‘‘خمکدہ رحمت’’ میں صرف نعتیہ اشعار ہیں۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تعصبات سے مرتفع ہو کر آپ مذہب کو کس قدر بلند نقطہ نظر سے دیکھتے تھے۔ اور اخوت انسانی کے کس قدر مائل تھے ۔ آپ کا کلام بہت دلچسپ اور پرتکلف ہوتا ہے علی الخصوص فارسی اور عربی اشعار کا اردو شعر میں ترجمہ یا تضمین بہت دل

کش اور دل فریب ہوتی ہے ۔بقول ، نور احمد میرٹھی، سر کشن کہتے ہیں،

میں تعصب اور نفرت کو بُر ی نظر سے دیکھتا ہو ں انصاف ،دوستی اور عدل کو انسان کے بہترین جوہر سمجھتا ہوں کیوں کہ انصاف متنفس اور حکومت کے لیے بہترین خصلت ہے ۔ میں اپنے اہل خاندان اور اولاد اور وارث کو ہدایت کرتا ہوں کہ خدا پر کامل بھروسا رکھو۔ ہر تکلیف کا جواں مردی سے مقابلہ کرنا اور ہر مصیبت کو صبر سے برداشت کرنا صرف خدا سے مدد طلب کرنا اور ہمیشہ اسی کی مشیت پر راضی بہ رضا رہنا ۔

سرکشن پرشاد اگرچہ مسلمان نہیں تھے مگر انھوں نے اپنی فکر اور اپنے عمل سے ثابت کیا کہ وہ حقیقت پسند ہیں ۔ نبی مکرم کی سیرت و تعلیمات سے بے حد متاثر ہیں ۔ان کا نعتیہ مجموعہ‘ خمکدہ رحمت ’موسوم بہ ہدیتہ شادؔ منظر عام پر آ چکا ہے جس سے ان کی نبی کریم ﷺ کے ساتھ والہانہ عقیدت و محبت کا پتا چلتا ہے ۔ وہ خانوادہ نبی سے بھی قلبی لگاؤ رکھتے تھے ۔

نعت از ہز اکسلینیسی یمین السلطنت مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر ، شادؔ چشتی خماری شاہ ، ان کی حمدیہ غزل کے چند اشعار:

تجھی سے ابتدا ہے میں نہیں ہوں
تجھی پر انتہا ہے میں نہیں ہوں
صفت تیری بقا ہے میں نہیں ہوں
تو ہی جلوہ نما ہے میں نہیں ہوں
صنم خانے میں اور کعبے میں عارف
وہی جلوہ نما ہے میں نہیں ہوں

صدائے ماسوی اللہ شیخ شبلی
وہی خود کہہ رہا ہے میں نہیں ہوں

بھگوان ،رانا بھگوان داس ۲۰ دسمبر۱۹۴۲-۲۳فروری۲۰۱۵

اردو فارسی کے ممتاز ادیب وشاعر محترم رانا بھگوان داس ۲۰دسمبر ۱۹۴۲ء کو نصیر آباد لاڑکانہ (سندھ)میں پیداہوئے ۔ارانا جیامل کے بڑے بیٹے اور مشہور صوفی مشرب طبیب رانا پوہو رام کے پوتے ہیں ۔جوملتان سے منتخب ہو کر مستقل سندھ میں آباد ہوگئے تھے ۔سلسلہ نسب مہاراجہ پرتھوی راج سے ملتاہے ۔ایم ۔اے (معارف اسلامیہ)اور ایل۔ایل بی کے امتحانات پاس کر کے صوبائی ملازمتوں میں عدلیہ کے لئے منتخب ہوئے ۔حیدر آباد دکن کے ایک صاحب علم حضرت قادر علی نے علمی و ادبی آبیاری کی اورشعر وسخن میں سید محمد رئیس امروہوی سے استفادہ کیا۔رانا بھگوان داس سندھ ہائیکورٹ کے جج کے منصب پر فأز ہے انتہائی مخلص شفیق اور ادب دوست انسان تھے۔اسلامی تعلیمات سے گہرا شغف اور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت و محبت رکھتے تھے۔اسلامی موضوعات پر بہت کچھ لکھاہے۔تصانیف میں مقالات رانا بھگوان داس تاریخ تعمیر کعبہ،سوانح سرمد شہید،حیات خسرو،نظم ونسق،مغلیہ اور داستان ،سندھی ادب شائع ہوچکی ہے۔
آپ کی نعتوں کانمونہ ملاحظہ ہو۔

معقبہ عرفاں شاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
ارفع و اعلیٰ خلق معظم صلی اللہ علیہ وسلم
کعبہ عرفاں نور دل و جاں سید ذی شاں راحت بھگواں
ذات مقدس زینت عالم صلی اللہ علیہ وسلم
احتراماً تھے استادہ جن و ملک
نغمہ گرحور و غلماں تھے صلی علی
نعرہ کرتے تھے سب اصفیا اتقیا
آج دولہا بنا سید الانبیاء
عرش اعظم سے آنے لگی یہ صدا
مرحبا مصطفی، مرحبا مصطفی

چندربھانخیال ۳۰اپریل۱۹۴۶

چندر بھان خیالؔ ہندوستان میں اردو کے مشہور شاعر ہیں ان کے کئی شعر ی مجموعے ہیں جن میں سے ایک نعتیہ مجموعہ لولاک بڑا مشہور ہوا ہے ۔یہ ایک طویل نعتیہ نظم ہے ۔سیرت النبیؐ پر مشتمل اس نظم کو شاہنامہ اسلام کی تصویر کہہ سکتے ہیں ۔چندر بھان خیال کی نظم کاآغاز دو جاہلیت سے ہوتاہے گو کہ اس نظم کوسیرت النبی

کے تاریخی تسلسل کے ساتھ نہیں لکھاگیاہے ۔تاہم پڑھنے سے

سیرت کااحاطہ ہوتامعلوم دیتاہے عالم عرب کے اخلاقی قدروں اور سماجی پہلوؤں کو قبل از اسلام اوربعد از اسلام بڑی حوبصورتی کے ساتھ پیش کیاہے ۔معاشرے کی ناانصافیاں اور غیر مہذبانہ انداز زندگی کاخاکہ بڑی مہار ت سے کھینچا ہے ۔گو کہ اس میں تکنیکی اعتبار سے قصائد کا سار نگ ڈھنگ پایا نہیں جاتا تاہم الفاظ کا چناؤ نظم کے مختلف حصوں میں مختلف بحروں کااستعمال اور خیال آفرینی نے اس کو پرتاثیر رنگ وروپ دیاہے کہ شروع کیا جائے تو ختم ہی کر کے سکون حاصل ہو والی کیفیت طاری ہوجاتی ہے ۔عربی سے زیادہ اردو کااستعمال ہے ۔فارسی کے الفاظ بھی گاہے بگاہے استعمال کئے گئے ہیں البتہ ہندی الفاظ نہ ہونے کے برابر ہیں ۔ آئیے چند نمونے ملاحظہ ہوں ۔ولادت سے پہلے کے زیر عنوان حصہ نمبر ایک میں کہتے ہیں۔

حضر ت آدم سے پیدا ہوگیا جب آدمی
سخت امکانات میں بڑھنے لگا جب آدمی
سینہ صحرا میں ہر دم جگمگاتا تھا کوئی
تیرہ و تاریک لمحوں سے گزرنے کے لئے

حصہ نمبر 2ولادت کے چندخوبصورت اشعار

صاحب کتاب آیا لے کے پھر شہاب آیا
آگیا یقیں سب کو اہل انقلاب آیا
اور سکوت نے گایا..................
نور کی ولادت کا ایک لافانی گیت
جس طرف نظر جائے روشنی کی طغیانی

اس نظم میں جوبات سب سے زیادہ متاثر کن ہے وہ سیرت کے اہم پہلو مغازی کابیان ہے ۔چند ر بھان خیال نے غزوات کے تمام اہم پہلوؤں کو اشعار کی تصویر میں پیش کیا ہے پڑھنے سے تعلق رکھتاہے ۔جنگ و جہاد کامقصد صفحہ نمبر 97سے تا 99دس رباعیوں میں بیان ہواہے ۔صرف یہ دو شعر شامل کرتی ہوں ۔

اس جنگ وجہاد کا مقصد ہے توحید کو رفعت مل جائے

بے ہوا رواجوں کی حامل آواز کو عبرت مل جائے

صبحوں کامقدس اجلاپن شاموں کی مبارک شوخ ادا

بیمار عقیدتمندوں کی ذد سے محفوظ رہے موسم موسم

مندرجہ ذیل اشعار میں مدحت رسول کو عام روش سے ہٹ کر شاعرانہ انداز دیا ہے ۔

علم سے منور سب زندگی کے ایواں تھے

دوستی محبت اور امن سے چراغاں تھے

ام معبد کی رہنمائی میں حضور ؐ پر نور کے سراپے کابیان بھی پر جمال ہے ۔

چہرہ پرنور پر تابانی شمس و قمر

دن میں اجلا پن بکھیرے رات کو روشن کرے

چودھویں کے چاند جیسا رات کی آغوش میں

دن میں جب دیکھو اگتا آفتاب ایسا لگے

چندر بھان خیال کی شاعری اپنی جگہ مگر ان کی نعتیہ شاعری کاانفرادیت ان کے ہم مذہبوں اور ہم عصروں میں بہت نمایا ں مقام رکھتی ہے ۔پڑھ کر یہ احساس ہوتا ضرور ہے کہ ایسے لوگوں کو اللہ کی جانب سے کلمہ توحید پڑھنے کا اذن کیوں نہیں ملتایہ اللہ ہی بہتر جانتاہے ۔اختتامی اشعار بے حد سبق آموز اور نصیحت و وصیت سے لبریزہیں ۔کہتے ہیں ۔

نبیؐ نہ کوئی میرے بعداب آئے گا دنیا میں

بڑھے جانا کتاب اور میری سنت کے سہار ے تم

جدھر اللہ کی مرضی قدم اپنا ادھر رکھنا

مری ہربات کو تم لوگ دل سے باندھ کر رکھنا

اختتامی اشعار میں ان کی نصیحتیں قابل قدر ہیں۔

مسلمانوں!ہمیشہ خود کو ذی علم وہنر رکھنا

خدا کا نا م او ر ا سلام کی امت امر رکھنا

روپ کنوار کماری

غیر مسلم شعراء میں خواتین شاعرات بھی موجود ہیں مگر کم ہیں ، جو سب سے نمایاں اور ممتاز حیثیت کی حامل خاتون شاعرہ ہمارےے مطالعے میں أی ہیں وہ روپ کنوار کماری ہی ہیں ۔نور احمد میرٹھی کے مطابق روپ کنوار کماری کشمیری پنڈتوں کے خاندان سے تعلق رکھتی تھیں ۔آگرہ کی رہنے والی تھیں انہوں نے منشی

فاضل کے امتحان میں کامیابی حاصل کی اور ہائیر سکینڈری تک تعلیم حاصل کی ۔شاعر ی میں علامہ مرزا تجمل حسین غم آفندی اور فضل رسول پھرسری سے مشرف تلمذ رکھتی تھیں ۔

روپ نے حمد بھی کہیں اور نعت بھیء ،رثائی شاعری یعنی اردو مرثیہ نگاری میں ان کاجواب نہیں ان کے استاد فضل رسول پھر سری انہیں طبقہ نسواں کی انیس کہتے ہیں ،کیونکہ ان کی مرثیہ گوئی کاانداز مسلم مرثیہ گوشاعروں سے بہت ملتاجلتاہے خصوصاً الفاظ کاچناؤ ،مضامین کی تصویرکشی اور عقیدت کے لوازمات ان کی مرثیہ نگاری کے نمایاں اوصاف ہیں ۔روپ کماری کے نعتیہ کلام میں بھی ان خصوصیات کی جھلک صاف دکھائی دیتی ہے ۔روپ اپنے کلام مں عربی ،فارسی کے دقیق الفاظ برجستہ استعمال کرتی ہیں تکلفاً نہیں ۔نیز وہ ہندی اور یہاں تک کے اکبر الہ آبادی کی طرح انگریزی کے الفاظ بھی بہت استعمال کرتی ہیں مگربے جانہیں ۔نور احمد میرٹھی نے ان کاتذکرہ بہر زماں بہر زبان اور بوستان عقیدت دونوں ہی میں کیاہے ۔پرویز اکبر حیدر کے حوالے سے لکھتے ہیں ،

کنوار کو تاریخ اسلام اوراحادیث رسولﷺ میں اچھی خاصی نظر تھی انہیں رسول اورآل رسول سے ‘‘ بڑی محبت تھی’’۔

روپ کماری ثنائے رحمت للعالمین ﷺ کو ایسی عبادت تصور کرتی ہیں جس میں حمد کی خوبو شامل ہیں۔

ڈاکڑتقی عابدی نے روپ کنوار کے زیر عنواں ان کی شخصیت فن اور مجموعہ کلام کو یکجا کردیاہے اس طرح روپ کی افسانوی شخصیت کی حقیقت کو کھو ل کر بیان کردیاہے ۔406صفحات پر مشتمل اس کتاب میں بقول مصنف روپ کادس فیصد کلام ہی منظر

عام پر آسکاہے ۔البتہ روپ کی تخیلاتی شخصیت ہونے کاافسانہ ضرور ختم ہوگا ،روپ کنواری کچھ نعتیہ شاعر ی کا انتخاب ملاحظہ ہو۔جذبا ت کی روانی کے سا تھ ساتھ عقیدت کے رنگ بھی ان کی اس نعت میں دکھائی دے رہے ہیں ۔

زینت بزم فصاحت ہے محمدؐ کی ثناء

گوہر تاج بلاغت ہے محمد ؐ کی ثناء

رونق تخت طاقت ہے محمدؐ کی ثنا ء

ہاں کلید در جنت ہے محمدؐ کی ثنا ء

خلق میں بندوں پہ اللہ کی رحمت ہے یہی

ہیں جوگمراہ انہیں راہ ہدایت ہے یہی

انہوں نے ہند ی الفاظ کو بھی استعمال کیاہے مگر بہت احتیاط سے کہتی ہیں ۔

باب رحمت ہے درفضل خدا ہے یہ ثناء

جس کا ایشور ہے ثنا خواں وہ ثنا ہے یہ ثناء
ہرثناء سے ہے جداسب سے سوا ہے یہ ثن
میرے ایشور میں کہوں کیا اسے کیا ہے یہ ثناء
رائے لالہ پارس داس

غیر مسلم شاعر و ادیب نہ صرف نعتیں لکھتے تھے بلکہ سیرت کے جلسوں میں بھی شرکت کرتے تھے ۔چنانچہ دوران مطالعہ خواجہ حسن نظامی کاایک ۱۶صفحات پر مشتمل چھوٹا ساکتابچہ نظر آیا دلچسپی اس کے عنوان کو دیکھ کر ہوئی عنوان تھا ''رائے بہادر کی نعت''کھولا تو معلوم ہوا کہ رائے بہادر لالہ پارس داس کو برٹش گورنمنٹ نے کئی ضلعوں کا خزانچی مقرر کیاہواہے ۔کہ ان کے اجداد مغلیہ دور میں شاہی خزانچی ہوا کرتے تھے ۔ان کے بارے میں خواجہ حسن نظامی نے ایک صفحے پر چیدہ چیدہ معلومات لکھی ہیں یہ ان کاتعارف ہے ۔دوجملے نقل کرتی ہوں ۔

رائے بہادر بڑے علم دوست آدمی ہیں وہ اپنے جین مذہب کے بڑے پکے حامی ہیں اور انہوں نے اپنے '' اصول مذہب کی موافق سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی اس حصہ کو انتخاب کیاہے جو جین ''مت کے موافق تھا۔

بقول خواجہ حسن نظامی جس جلسے میلاد النبی منعقدہ ۱۷جون ۱۹۲۸ء میں یہ تقریر کی گئی اس میں دس ہزار ہندو مسلمان سکھ پارسی اور عیسائی موجود تھے اور یہ مضمون تمام مضامین سے اعلیٰ رہا۔خواجہ حسن نظامی نے یہ مضمون پانچ ہزار کی تعداد میں چھپوا کر۱۳۴۷ء کے جلسوں میں مفت تقسیم کیا۔مضمون کے چند جملے ہی یہاں مذکور ہوسکیں گے ۔لکھتے ہیں ۔

حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی کے جس قدر حالات مجھ کو معلوم ہوئے ہیں وہ تمام تر روح کو سرور اور دل کو فریفتہ کرنے ولیا ہیں اوروہ صرف کسی ایسی مبارک ہستی سے وابستہ ہوسکتے ہیں ۔جس کو قدرت دنیا کی رہنمائی اور نوع انسانی کی پیشوائی کے لئے انتخاب کرے
: آگے لکھتے ہیں

آپ کاارشاد ہے تم زمین والوں پر رحم کرو۔آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ظلم سے بچو کیوں کہ ظلم قیامت کے دن تاریکی میں ڈالے گا۔

کیسی بدنصیبی ہے کہ دنیا اس آفتاب اخلاق کی روشنی سے فائدہ نہ اٹھائے اور ایثار و قربانی کی ان مثالوں کو واجہ العمل نہ سمجھاجائے ۔اس سے بڑھ کر مسلمان قو م کی کیا خوش قسمتی ہوگی کہ اسے خدا نے ایسا مجسم رہنما عطاکیا۔لیکن اس سے بڑھ کر مسلمانوں کی بدبختی کیا ہوگی کہ وہ اپنے سچے راہنمائے قدم بقدم نہ چلیں اور اس کی

ہدایتوں پر عمل نہ کریں۔

مہاتما جیوتی باپھلے ۱۸۲۸ ۔۱۸۹۰

مہاتما جیوتی باپھلے ۱۸۲۸ء میں پیداہوئے اور ۱۸۹۰ء میں ان کا انتقال ہوا انہوں نے میراٹھی میں کئی کتابیں لکھیں جنہیں حکومت مہاراشٹر نے ‘‘مہاتماپھلے سمگروانگھیے’’کے نام سے شائع کیا ان کتابوں میں انہوں نے مسلمانوں کو محمد لوگ ’’یعنی امت محمدیہ کہاہے ۔اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۵۷۲پر ان کی میراٹھی نعت بعنوان ‘‘ناز محمد ’’ہے ۔

بقول ڈاکٹر یحیٰ نشیط یہ نعت مراٹھی زبان کی اولیں نعت کہلائی جاسکتی ۔ڈا ہیکٹر یحی نشیط نے اس نعت کا آزاد منظوم ترجمہ کیاہے ۔مراٹھی میں اس کاعنوان مانو محمد’’ہے۔

ڈاکٹر نشیط نے اس کے عنوان کاترجمہ‘‘خیرالبشر’’کیاہے۔

ان کی نعت کا نمونہ یہاں شامل کر رہی ہوں،

محمدؐ صادق و عادل جواں مردی میں لاثانی

کہ جس نے حق کی خاطر ثروت دنیا بھی ٹھکرا دی

تفوق تفضل جیسے سب الفاظ تھے گونگے

نہ تفریق کچھ باقی وہاں آقا غلاموں میں

خدائے واحد کی روح دل میں اس طرح پھونکی

موحد سارے عالم کے ہوئے آپس میں سب بھائی

رادھامن جوش بدایونی

رادھا من ۱۹جولائی ۱۹۰۸ء میں پیداہوئے ۔۱۹۲۸ء میں فارسی مضمون کے ساتھ میٹرک کیااور کلکٹر یٹ بدایوں میں ملازمت کر لی ،اپنی شاعری کاآغاز 1939سے کیاـدوعدد مجموعے ‘‘بادہ تاثرات’’ (منظومات)کیف سرمدی ’’نعت و مناقب اشاعت کے لئے تیار ہیں (اب تک اشاعت ہوچکی ہوگئی)ان کامجموعہ کلام آتش خاموش بھی منظر عام پر آچکاہے

نمونہ کلام حسب ذیل ہے ،

ہر اک تشنہ لب شاد کام اللہ اللہ

ہے فیض نبی کتنا عام اللہ اللہ

بعد از خدائے پاک کے مقام رسول ہے

حق بات یہ ہے خدشہ دار ورسن سے دور

حکیم ترلوک ناتھ اعظم جلال آبادی ۱۸۹۶ ۔ ۱۹۱۹

ان کی ولادت ۱۸۹۶ء میں ہوئی اور ۱۹۱۹ء میں آپ نے اپنی طبی تعلیم مکمل کی اور مطب شروع کیاحکیم ترلوک ناتھ اعظم تخلص کرتے تھے ۱۹۶۶ء میں مجموعہ کلام ‘‘کلام اعظم ’’کے نام سے اور۱۹۷۹ء میں کلیات اعظم منظر عام پر آیاحمد ونعت اورسلام بھی کہے جو آپ کی کلیات میں موجود ہیں ۔۱۳ستمبر ۱۹۸۹ء کو انتقال ہوالکھتے ہیں ۔

پیام محمدؐ خدا کاپیام

کلام محمد خدا کا کلام

تسلط ترا ہفت افلاک پر

زبان خلائق پہ ہے تیرا نام

ترا ہرسخن ہے حقیقت سے پر

تری ہر نظر مثل صہبائے جام

گوپی ناتھ امن لکھنوی

۱۶ستمبر ۱۸۹۸ء کو لکھنو میں پیداہوئے ۔۱۹۲۶ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے انٹر اور ۱۹۵۱ء میں پنجاب یونیورسٹی سے بی اے کی سند حاصل کی ۔ نامور شاعر

مرزا محمد ہادی عزیز لکھنوی آپ کے استاد تھے ۔جملہ اصناف میں طبع آزمائی کی ‘‘سیل عقیدت کے نام سے آپ کے دینی کلام کامجموعہ ہے ۔7جولائی ۱۹۸۳کو انتقال کیا ۔نمونہ کلام

مظہر صدق و صفا

حق رس و حق آشنا

ہادی راہ ہدی

صل علی مرحبا

بر توہزاروں سلام

بر توہزاراں سلام

سادھو رام آرزو سہارنپوری ۱۸۹۹۔ ۱۹۸۳

۱۸۹۹ء میں پیداہوئے فارسی،اردو ،اور ہندی کی تعلیم مقامی اساتذہ سے حاصل کی ۔تعلیم کے مختلف مراحل سے گزرتے ہوئے پنجاب انجیئرنگ کاڈپلومہ حاصل کیا۔آرزو صاحب پڑے دودگو،قادر الکلام اورکہن مشق شاعرتھے ۔انہوں نے غزل ،نظم ،نعت ،مرثیہ ،وغیرہ تمام اصناف سخن پر جولانی طبع کے جوہر دکھائے اورخوب خوب داد وتحسین وصول کی ملک کی مختلف یونیورسٹیوں میں بھی ان کاکلام نصاب میں شامل تھا۔جناب آرزو لکھنوی کے مجموعہ ہائے کلام ‘‘الہام سحر’’ظہور قدسی اور حدیث مقبولیت حاصل کرچکے ہیں ۔انہوں نے ۱۹۸۳ء کو ا نتقال کیا ۔نمونہ کلام دیکھئے کس قدر خوبصورت ہے ۔

عالم علم شریعت ہے بنی ہاشم کاچاند
عطر گل ہائے طریقت ہے بنی ہاشم کاچاند
پیکر سادہ میں ضائع حقیقی کاجمال
شاہکار دست قدرت ہے بنی ہاشم کاچاند

:مزید لکھتے ہیں

ازل ہی سے محمدؐ کی ثناخواں ہے زباں میری
بیاض صبح ہستی پہ لکھی ہے داستاں میری
غلام حضرت خیرالورٰی ہوں کیانہیں میرا
فضائے لامکاں میری بساط کن فکاں میری

: کرسرن لال ادیب لکھنوی

دسمبر ۱۹۰۲ء کو محلہ غوث نگر لکھنو میں مقیم منشی مہادیوپرشاد عاصی کے ہاں پیدا ہوئے ۔علی ۲۳ مسلم یونیورسٹی سے انٹر،لکھنو یونیورسٹی سے بی ۔ اے اور آگرہ یونیورسٹی سے فارسی میں ایم۔ اے کی اسناد حاصل کیں۔ مسلم کلچر کے دلدادہ تھے میلا ومجابس میں شرکت کرتے تھے نمونہ کلام ملا خطہ ہو۔

وہ صداقت کا علمبردار، وحدت کا خطیب
ظاہر وباطن کے سب انوار تھے جس کے قریب
انبیاء پر برتری کا تھا شرف جس کو نصیب
وہ خدا پاک وبرترنے کہا جس کو حبیب
دم قدم سے جس کے حق کا بول بالا ہوگیا
نور وحدت ہر طرف پھیلا اجالا ہوگیا

حرف آخر

نعت گو غیر مسلم شعراٗ کی ایک بہت بڑی برادری سے چند ممتاز اور ذود گو شاعر وں کا انتخاب کں نے کے بعد میں نے یہ مقالہ تحریر کیا ہے ۔ یہ برادری اتنی بڑی ہے کہ انتخاب کا مرحلہ بہت مشکل تھا تاہم یہ ایک کوشش ہے۔اس میدان میں کام کرنے کے بہت میادین اوں موضوعات ہیں جن پر کام کیا جانا چاہئے ۔بر صغیر پاک و ہند

میں صرف ہندو ہی نہیں بلکہ بہت سے دیگر مذاہب کے ماننے والوں کی نعتیہ شاعری کا بہت بڑا ذخیرہ اردو ادب میں موجود ہے ۔جس کے مطالعے اور فروغ کی سخت ضرورت ہے تاکہ باہمی رواداری ، صبر و تحمل برداشت اور امن کو قأم کرنے میں مدد مل سکےہمارے نبی امن و آشتی کے پیغامبر بنا کں بھیجے گیے تھے اور آپ ﷺ کی تعلیمات کا احیأاسی صورت میں ممکن ہوسکتا ہے کہ ہم راستے بنأیں ۔ اس کے علاوہ اسلامی تعلیمات کو غیر مسلموں تک پہنچانے کا یہ بہت موثر و آسان طریقہ بن سکتا ہے۔

حوالہ جات

ـبہر زمان بہر زباں ،نور احمد میرٹھی ، ادارہ فکر نو ، کراچی ، سن اشاعت: ۲۰۰۶ ، ص: ۳۶۔ ۳۷
ارمغان نعت ص:۳۵۴
رمغان نعت ص:۳۵۱
ہندو شعرا دربارِ سول میں، حصہ اول، مرتبہ محمد محفوظ الرحمٰن، گلشن ابراہیمی پریس، گنے والی گلی، امین آباد، سن ندارد، شہر لکھنؤ، ص: ۲۵۔
ایضاً [۵]
بہرزماں بہرزبان ص:۵۱۱
ارمغان نعت ، تاریخ ۔ تنقید ۔جائزہ ۔ مرتبین : والی آسی ، ساجد صدیقی ناشر : یکے از مطبوعات مکتبہ دین و ادب ، لکھنو سن اشاعت ؛ ۱۹۶۴ ص:۳۵۲
بہرزماں بہرزبان ص:۷۳۸
رمغان نعت ص: ۳۵۵
بہرزماں بہرزبان ص:۱۴۹
ایضاً۳۵۶
ہندو شعرا دربار سول میں ، حصہ اول، مرتبہ محمد محفوظ الرحمن ،گلشن ابراہیمی پریس ، گنے والی گلی ،امین آباد ، شہرلکھنو ، سن ندارد ، ص :۶
ایضاً ، ص : ۸
بہرزماں بہرزبان ص:۲۰۲``` ۲۰۳
جگن ناتھ آزادؔ ،نسیم حجاز،محروم میموریل لٹریری سوسائٹی نئی دہلی پہلا ایڈیشن ۱۹۹۹ء ص:۳۲
ایضاًص:۷۲

[۱۷]ایضاً۔
نسیم حجاز ، ص: ۷۸
بہر زمان بہر زباں ص:۳۱۲
ایضاً ص:۳۱۳
بہر زمان بہرزباں ص:۲۶۷
بہر زمان بہرزباں ص:۲۶۷
نعت رنگ شمارہ ۸،ستمبر ۱۹۹۹ء ۔ص:۱۵۸
بہرزماں ، ہرزماں ۔ ص ۴۳۷
بہر زماں بہر زباں، ص ۵۵۷
ہندو شعرا دربار سول میں ، حصہ اول، مرتبہ محمد محفوظ الرحمن ،گلشن ابراہیمی پریس ، گنے والی گلی ،امین آباد ، شہرلکھنو ، ص ۴۔۵
ایضاً ص: ۴۴۰
بہر زماں بہر زباں، ص :۵۵۸
بوستان عقیدت ،نور احمد میرٹھی ،سن اشاعت ۲۰۰۷ء زیر اہتمام ادارہ فکر نو کراچی ،ص:۴۰
تاریخ ادب اردو،رام بابو سکسینہ ، ص ۳۴۴
ارمغان نعت ، تاریخ ۔ تنقید ۔جائزہ ۔ مرتبین : والی آسی ، ساجد صدیقی ناشر : یکے از مطبوعات مکتبہ دین و ادب ، لکھنو سن اشاعت ؛ ۱۹۶۴ ص:۳۵۳
نظام المشائخ ،جلد نمبر ۱۷شمارہ نمبر ۳رمضان ۱۳۳۵ء قسم سوم ایڈیٹر محمد الواحدی دہلوی مقام اشاعت دار السطنت دہلی کوچہ چیلان درویش پریس دہلی ،ص ۵ ۵
بہر زماں بہر زباں، ص :۲۵۹
ایضاً ص:۲۶۰
ایضاً ۔ص:۲۶۱
لولاک ،،چند ر بھان خیال ،فرید بکڈپو (پرائیویٹ)لمیٹڈ پٹوری ہاؤس دریا گنج نیودلی (جون ۲۰۰۲ء ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ ص:۲۷
ایضاً ۔ص: ۴۲
ایضاً، ص ۸۱
ایضاً ص:۹۸
ایضاً ص:۴۶
ایضاًص:۱۲۷
ایضاًص:۱۲۸
بہر زماں بہر زباں، ص ::۹۲۵
،بوستان عقیدت ،نور احمد میرٹھی ،سن اشاعت ۲۰۰۷ء زیر اہتمام ادارہ فکر نو کراچی ،ص:۳۸۱
بہر زماں ،بہر زبان ۔ص:۳۸۰
بہرزماں ،بہر زبان ص:۹۲۶

حسن نظامی ،خواجہ ،رائے بہادرکی نعت مطبوعۃ محبوب المطابع برقی پریس دہلی سن اشاعت صفر ۱۳۴۷ھ بمطابق اگست ۱۹۲۸ء ص:۲
ایضاً ۔ص:۵
ایضاً، ص :۱۵
بہرزماں ،بہر زبان ۔ص:۳۲۸
ایضاً، ص :۳۵۵
ایضاً ۔ص:۳۶۷
بہرزماں ،بہر زبان ۔ص:۳۲۱
ایضاً ۔ص:۳۲۲
ہندو شعرا دربار سول میں ، حصہ اول، مرتبہ محمد محفوظ الرحمن ،گلشن ابراہیمی پریس، گنے والی گلی ،امین آباد ، شہرلکھنو ، ص :۲۲
۔ایضاً ۔ص::۲۲
ایضاً ص:۷